مولانا مفتی سمیع اللہ

سیاست خارجہ کے بنیادی اصول

اسوۂ حسنہ کی روشنی میں

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے، آپ ﷺ کی ایک ایک ادا کی اتباع راہِ نجات، اور کامیابی و کامرانی کی ضامن ہے۔ محسنِ انسانیت ﷺ کی پاکیزہ زندگی جیسے ایک فرد کے لئے اُسوۂ کاملہ ہے، ٹھیک اسی طرح ملک و ملت کے لئے بھی مشعل راہ اور سامان رشد و ہدایت ہے۔ جن حکمرانوں نے اس راز کو سمجھا، اور ہر حال میں آپ کی زندگی کو خضرِ راہ مانا، ان کی تاریخ آج تک صدیاں بیت جانے کے باوجود تابناک، اور دوست، و دشمن یکساں ان کی مدح و ثناء پر مجبور اور ان کے عدل و انصاف کے صرف معترف ہی نہیں، بلکہ ان کے طرز حکومت کو اپنے لئے رہنما اصول سمجھتے ہیں۔ اور وہ فلاح و کامیابی کے قابل تقلید نمونہ بن گئے۔ سطور ذیل میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی خارجہ پالیسی کا ایک نمونہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کسی خوش نصیب کو اگر عمل کی توفیق مل جائے تو اس کی رہنمائی کر سکے۔

آنخضرت ﷺ کی بعثت کے مقاصد میں سے ہے دین حق کو غالب کرنا، اور مخلوق خدا کو خالق ارض و سماء کی طاعت و بندگی کی طرف بلانا، اس لئے ہر معاملے میں یہ بات آپ ﷺ کے پیش نظر رہتی تھی، کہ زیادہ سے زیادہ بندگانِ خدا اللہ و رسول پر ایمان لا کر شقاوتِ ابدی سے بچ جائیں۔

یہ فکر آپ کو ہر وقت دامن گیر رہتی تھی، حتی کہ قرآن پاک نے "**لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ**" کہہ کر آپ کو تسلی دی، اور فرمایا "**لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ**" جن کے مقدر میں ایمان ہے وہ ایمان لے آتے ہیں جن کے مقدر میں ایمان نہیں وہ ایمان نہیں لائیں گے،

آپ سے ان کے متعلق سوال نہیں ہوگا۔

آپ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ تو مدینہ منورہ سب سے پہلی، اور قیامت تک نمونہ بننے والی اسلامی مملکت بن گیا، اور قیامت تک آنے والی اسلامی حکومتیں اس کی مرہون منت ہیں۔ یہاں کی ہر پالیسی اسلامی حکومت کے لئے سنگِ میل ہے۔

۱- آپ ﷺ کی سیاستِ خارجہ کا اہم اصول

دینِ اسلام چونکہ دینِ حق ہے، اور تمام اقوام عالم اس کی مکلّف ہیں، اور ان کی کامیابی اسی میں مضمر ہے، اس لئے اس نو مولود اسلامی مملکت کی سب سے بڑی اور بنیادی پالیسی یہ تھی کہ زیادہ سے زیادہ تبلیغ اسلام کا دائرہ پھیلا دیا جائے چنانچہ آپ ﷺ نے سلاطین، امراء کے نام جو خطوط ارسال فرمائے وہ اس حقیقت کے آئینہ دار ہیں۔

آپ ﷺ نے دحیہ کلبی کو اپنا والانامہ دیکر قیصر روم، عبداللہ بن حذافہ سہمی کو خسرو پرویز شاہ ایران، عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی شاہ حبشہ، حاطب ابن ابی بلتعہ کو مقوس شاہ مصر، علا بن حضرمی کو منذر بن ساوی شاہ بحرین، عمرو بن العاص کو شاہ عمان، پسران جلندی عبد اور جیفر سلیط بن عمرو کو رئیس یمامہ ہوذہ بن علی اور شجاع بن وہاب اسدی کو امیر دمشق حارث غسانی کے پاس بھیجا۔ ان میں چند خوش نصیب حلقہ اسلام میں داخل ہوئے، اکثریت نے اسلام قبول کرنے کو اپنی سلطنت کا زوال سمجھا، اور ایمان جیسی عظیم نعمت سے محروم ہوئے، ''فماربحت تجارتھم'' ان کی تجارت نفع مند ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ '' خسر الدنیا والا خرۃ'' کا مصداق بن گئے، تاریخ نے ان کی زندگی کو نشان عبرت بنا کر محفوظ رکھا ہے۔ اور ان کی زندگیوں کے کھنڈرات میں اب تک ''فاعتبرو یا اولی الابصار '' کی نصیحت آموز صدا گونج رہی ہے۔ (۱)

۲- دوسری اہم اور اساسی پالیسی

آپ ﷺ کی دوسری اہم اور اساسی پالیسی یہ تھی کہ خدا کی زمین پر خدائی دین یعنی اسلام کا غلبہ اور تسلط ہو جائے، اور اس سے سرکش ہونے والے تہ تیغ کر دیئے جائیں، یا وہ ذلت ورسوائی کی زندگی بسر کریں تاکہ ''حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ''

کی قرآنی آیت کے عملی مصداق کا چشم فلک مشاہدہ کر کے اس پر گواہ رہے کہ اللہ کے باغیوںؒ کو اس سرزمین پر عزت و عظمت کے ساتھ رہنے کا حق حاصل نہیں۔

اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے ضرب و حرب کا طویل اور صبر آزما سلسلہ وجود میں آیا، جو آپ ﷺ بلکہ پوری امت مسلمہ کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے، جس کا ایک ایک حرف مسلمانوں کی رگوں میں خون گرماتا ہے۔

خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس پالیسی کو اپنا کر نصف کرہ ارض تک اسلامی حکومت کا دائرہ پھیلا دیا۔ حاصل یہ کہ آپ ﷺ اور خلفاء راشیدین کی ایک اہم پالیسی غلبہ اسلام کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا تھی۔

۳- اسلامی مملکت کے خلاف سازش کرنے والوں کا قتل

اسلامی مملکت کی حفاظت اور بقا و استحکام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے خلاف سوچنے والے دماغوں کو کچل دیا جائے، تاکہ دوسروں کے لئے تازیانہ عبرت بنے۔ کوئی اور دشمن اس راہ پر چلنے کی جرأت نہ کر سکے، کعب بن اشرف، ابو رافع، اور ابی عفک کا قتل اس پالیسی کا ایک حصہ ہے۔

کعب بن اشرف یہود کے سرداروں میں سے تھا، اسلام اور مسلمانوں کو پنپتے نہیں دیکھ سکتا تھا، غزوہ بدر کے بعد مکہ جاکر مقتولین بدر کے مرثیئے پڑھ پڑھ کر کفار مکہ کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرنے کی بھرپور کوشش کرتا رہا، حتی کہ کفار سے غلافِ کعبہ پکڑوا کر قسمیں اٹھوائیں کہ وہ تادم زیست مسلمانوں کے خلاف لڑتے رہیں گے۔ پھر اسی پر بس نہیں کی، خود آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

آپ ﷺ کی دعوت کی، اور کچھ لوگوں کو آپؐ پر حملہ کرنے کے لئے گھات میں بٹھایا، کہ موقع پاکر آپؐ کو نعوذباللہ قتل کر دیں، لیکن آپ کو وحی کے ذریعے پوری سازش کا علم ہوا، حضرت جبرئیلؑ آپ کو اپنے پروں میں حفاظت باہر لے آئے، واپسی پر آپ ﷺ نے فرمایا، کہ کعب بن اشرف کو کون قتل کرے گا؟ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ اس کا قتل چاہتے ہیں؟ ارشاد فرمایا "ہاں" آپ نے دوبارہ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ!

مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیجئے۔ یعنی توریہ اور ذو معنی لفظ استعمال کرنے کی، تاکہ وہ سمجھے کہ یہ میرا دشمن نہیں ہے۔ آپ نے اجازت دی۔

خلاصہ یہ کہ محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی کعب بن اشرف کو واصل جہنم کر کے جب آخر شب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے فرمایا۔

" افلحتِ الوجوہ" یعنی چہرے کامیاب ہوگئے، اس کے جواب میں انہوں نے عرض کیا، " وجھك یا رسول ﷺ" (۲)

اس طرح ایک دوسرا یہودی سردار ابو رافع جو بہت بڑا مالدار اور کعب کا معین و مددگار تھا، اسلام اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا، اور طرح طرح کی تکالیف اور ایذائیں آپ ﷺ اور مسلمانوں کو پہنچاتا تھا۔ غزوہ احزاب اس کی کوشش اور جہدِ مسلسل کا نتیجہ تھا، اس نے کفار مکہ سے بھرپور مالی تعاون کیا، اور آپ ﷺ کی بلند شان میں گستاخی اس دریدہ دہن کا معمول اور پسندیدہ مشغلہ تھا۔

قبیلہ خزرج کے چند جوانوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت دے دی۔ عبداللہ بن عتیک چند ساتھیوں سمیت اس مہم کو سر کرنے کے لئے چل پڑے، اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔ واپسی پر عبداللہ بن عتیک کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی، چاندنی رات تھی عمامہ کھول کر ٹانگ کو باندھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آئے، اور ان سے کہا تم چلو رسول اللہ ﷺ کو بشارت سناؤ میں یہیں بیٹھا رہوں گا اس کی موت کا اعلان سن کر آؤں گا۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی قلعہ کی فصیل سے اس کی موت کا اعلان کیا گیا، تب عبداللہ بن عتیک وہاں سے چل پڑے، اور اپنے ساتھیوں سے جا ملے، یہ ان کی کرامت تھی کہ پنڈلی کی ہڈی ٹوٹنے کے باوجود رات بھر چلنے کی مسافت چند لمحوں میں طے کی، آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خوش خبری سنائی، اور اپنی سرگزشت بیان کی، آپ نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلاؤ، انہوں نے ٹانگ پھیلائی، آپ نے دست مبارک پھیر دیا، ایسا معلوم ہوا کہ گویا کہ پہلے شکایت ہی نہ تھی۔ (۳)

ابی عفک یہودی آپ ﷺ اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا، بوڑھا ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتا تھا، اور لوگوں کو آپ کی عداوت پر برانگیختہ کرتا تھا،

اس سے تنگ آکر آپ نے فرمایا،"من لی هذا الخبیث" یعنی کون ہے جو میری عزت و حرمت کی خاطر اس خبیث کا کام تمام کر دے، حضرت سالم بن عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً عرض کی یارسول اللہ! میں نے پہلے سے منت مانی ہے کہ اس کو قتل کروں گا یا خود مر جاؤں گا، یہ کہہ کر سالم روانہ ہوئے، گرمی کی رات تھی عفک غفلت کی نیند سو رہا تھا، وہاں پہنچتے ہی تلوار اس کے جگر پر رکھ کر اس زور سے دبائی کہ پار ہو کر بستر تک پہنچ گئی، وہ ایک چیخ مار کر واصل جہنم ہو گیا۔ اس طرح اسلامی مملکت نے اپنے خلاف سازشی ذہن رکھنے والوں سے نجات حاصل کی۔ (۴)

۴- جاسوسی کا نظام

اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ ہر ملک بلکہ ہر فرد کے لئے اپنے دشمن کے عزائم و منصوبوں سے خبر دار رہنا بے حد ضروری ہے اور یہ تحفظ کی بنیاد ہے۔ ہر دور میں اس کا خاص اہتمام ہوتا چلا آرہا ہے۔ ملک کی سالمیت و استحکام میں اس کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ دشمن کے عزائم اور پالیسیوں کا کامیاب سراغ آدھی فتح اور دشمن کی شکست و ریخت سمجھی جاتی ہے۔ یہ نظام جس ملک کا جتنا مضبوط و فعال ہو گا اتنا ہی وہ ملک محفوظ و مستحکم ہو گا۔

آپ ﷺ نے بھی اس فطری و مؤثر تدبیر کو اپنایا۔ آپ نے جب یہ بات سنی کہ قبیلہ ہوازن مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہا ہے، تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد کو بھیجا کہ خفیہ طور پر ان کا مکمل جائزہ لے، وہ گئے اور پوری جرأت و حکمت کے ساتھ اس اہم مگر مشکل خدمت کو انجام دیا۔ واپس آکر آپ کو پوری صورت حال بیان کی۔ (۵)،

غزوہ احزاب میں آنحضرت ﷺ نے حذیفہ بن یمان کو دشمن کے حالات کا کھوج لگانے کے لئے بھیجا، انہوں نے عرض کیا میں کہیں پکڑا نہ جاؤں، آپ نے فرمایا"انك لن توسر" آپ ہرگز نہیں پکڑے جائیں گے، اور فرمایا حذیفہ کوئی نئی بات نہ کرنا اس کے بعد وہ چل پڑے، آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی اے اللہ! اس کے آگے، پیچھے، اوپر، نیچے، دائیں، بائیں سے حفاظت فرما۔

حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں کفار کے لشکر میں پہنچا، تو ہوا اس قدر تیز تھی کہ کوئی

چیز اپنی جگہ نہیں ٹھہر سکتی تھی، تاریکی ایسی چھائی ہوئی تھی کہ کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تھی، میں نے ابوسفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قریش! یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں، ہمارے جاندار ہلاک ہوگئے ہیں، بنو قریظہ نے ساتھ چھوڑ دیا ہے، اور ہوا نے ہمیں پریشان کر رکھا ہے، لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم فوراً لوٹ جائیں یہ کہہ کر ابوسفیان اونٹ پر سوار ہوگیا اور چل پڑا۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ اس کو تیر سے مار ڈالوں لیکن مجھے حضور ﷺ کا ارشاد یاد آیا کہ ''کوئی نئی بات نہ کرنا'' اس لئے میں نے چھوڑ دیا، واپس آکر آپ کو سرگزشت سنائی۔

جب کفار خائب وخاسر ہو کر واپس لوٹے، تو آپ ﷺ نے فرمایا'' **الان نفروھم ولا یفرووننا ، نحن نسیر الیھم**'' اب ہم ان پر حملہ کریں گے، یہ کافر ہم پر حملہ آور نہیں ہو سکتے۔(۶)

۵- جنگی قیدیوں سے حسن سلوک

دینِ اسلام وہ دین ہے جس میں انسانی ہمدردی وخیر خواہی اور خوش اخلاقی کا وہ درس موجود ہے جس کا انسانی ذھن تصور کرنے سے بھی عاجز ہے۔ یہ صرف نرم الفاظ، شستہ جملوں، اور رنگین اسلوب تک محدود نہیں بلکہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اس کو عملی جامہ پہنا کر تاریخ کا ایک انوکھا باب رقم کیا۔ قرآن کریم نے ان اہل صدق ووفا کی اعلیٰ ظرفی، اور بلند کرداری پر ''وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ، وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ'' یعنی خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلانے کی مہر تصدیق ثبت فرمادی۔

اسیرانِ بدر جب مدینہ لائے گئے تو مدینہ میں چونکہ قیدیوں کو رکھنے کے لئے ابھی جیل نہیں بنی تھی، اس لئے آپ نے دو، دو چار، چار کر کے صحابہؓ پر تقسیم کر دیئے، اور ارشاد فرمایا کہ آرام وراحت سے رکھے جائیں۔ صحابہؓ نے ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جو ایک محبوب دوست قریبی رشتہ دار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ایک قیدی کی سرگزشت اس کی زبان سے

مصعب بن عمیر کے بھائی ابو عزیر نے خود اپنا واقعہ بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ کو چند انصاریوں نے اپنے گھر میں قید کر رکھا تھا، جب صبح یا شام کا کھانا لاتے تو روٹی میرے

سامنے رکھ دیتے اور خود کھجوریں اٹھالیتے، مجھ کو شرم آتی، میں روٹی ان کے ہاتھ میں دے دیتا، لیکن وہ ہاتھ بھی نہ لگاتے، اور مجھے واپس دیتے۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ آپ ﷺ نے قیدی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی تھی۔ (۷)

حضرت عباس کو جب قید کر کے مدینہ لایا گیا تو ان کے بدن پر کرتہ نہ تھا، اور قد اتنا اونچا کہ کسی کا کرتہ بدن پر ٹھیک نہیں آتا تھا۔ بالاخر عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے اپنا کرتہ منگوا کر دیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عبداللہ کے کفن کے لئے جو اپنا کرتہ عنایت فرمایا وہ اس احسان کا بدلہ تھا۔ (۸)

یہاں آکر اسلام کے خلاف انتہا پسندی، جبر و تشدد کا الزام تراشنے والے ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ اسلام نے کیا تعلیمات دیں؟ اور خود یہ انسانی ہمدردی کے ٹھیکیدار ذرا اپنی جیلوں کا حال بھی دیکھیں کہ وہاں قیدیوں کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟؟

آج کل کی خبر ہے کہ امریکہ جو اپنے کو انسانی حقوق کا علمبردار اور حقوق نسواں کا بے مثال حامی خیال کرتا ہے، کی جیلوں میں صنف نازک کی حالت جنسی زیادتیوں کی وجہ سے خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے۔

اغیار پر آپ ﷺ کے احسانات کی ایک جھلک

ویسے ہر نفس پر آپ ﷺ کے بے شمار احسانات ہیں لیکن یہاں صرف آپ کا اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ احسان و کرم کا جو معاملہ تھا اس کا ایک نمونہ پیش کرنا مقصود ہے۔

ثمامہ بن اثال جب ایمان لے آئے اور واپس اپنے ملک یمامہ گئے تو مکہ والوں کو غلہ دینا بند کر دیا۔ جس کی وجہ سے مکہ میں غلے کا سخت قحط پڑ گیا، سرداران قریش نے آپ سے درخواست کی کہ آپ سفارش کریں کہ وہ ہمیں غلہ دینا شروع کرے۔ آپ نے سفارش کی، اور انہوں نے غلہ دوبارہ دینا شروع کر دیا۔ یہ احسان ان لوگوں کے ساتھ کیا جا رہا ہے جنہوں نے سالوں آپ اور آپ کے ساتھیوںؓ کو شعب ابی طالب میں محصور رکھا۔ اور اتنا ستایا کہ آپ اور آپ کے صحابہؓ ملک بدر ہونے پر مجبور ہو گئے۔ (۹)

فتح مکہ تو تاریخ کا تعجب خیز واقعہ ہے کہ آپ ﷺ نے کیسے ظالموں کے بارے میں

فرمایا"فاذھبوا انتم الطلقاء" جاؤتم سارے معاف ہو۔(۱۰)

"اللّھم وفقنا لما تحب وترضیٰ من القول والعمل"

حوالہ جات

۱........ سیرۃ النبی ﷺ شبلی نعمانی ص /۲۶۱ تا ۲۶۲ ج /۱، بخاری شریف ص /۶۲۳، ج ۲، مسلم شریف ص /۹۸ ج /۲، سیرۃ المصطفیٰ ص /۳۷۵ ج /۲، السیرۃ الحلبیۃ ص /۲۴۳ ج /۳، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ص /۱۳۲ ج /۱،

۲........ تاریخ طبری ص /۱۷۷ ج /۲، بخاری شریف ص /۵۷۶ ج /۲، مسلم شریف ص /۱۱۰ ج /۲، سیرۃ النبی ﷺ ص /۲۳۶ ج /۱، سیرۃ المصطفیٰ ص /۱۷۴ ج /۲، تاریخ ابن خلدون ص /۲۲، ج /۲،

۳........ تاریخ طبری ص /۱۸۲ ج /۲، بخاری شریف ص /۵۷۷، ج /۲، سیرۃ المصطفیٰ ص /۱۸۲ ج /۲، البدایہ والنہایہ ص /۱۳۷ ج /۴،

۴........ سیرۃ المصطفیٰ ص /۱۶۷ ج /۲،

۵........ زاد المعاد ص /۴۶۸ ج /۳، طبری ص /۳۴۶ ج /۲،

۶........ سیرۃ المصطفیٰ ص /۳۲۲ ج /۲، زرقانی ص /۱۱۸ ج /۲، طبری ص /۲۴۷ ج /۲، ....

۷........ سیرۃ النبی ﷺ ص /۱۹۵ ج /۱، سیرۃ المصطفیٰ ص /۱۰۸ ج /۲،

۸........ سیرۃ النبی ﷺ ص /۱۹۵ ج /۱،

۹........ طبری ص /۳۲۲ ج /۲، سیرۃ النبی ص /۳۰۰ ج /۲ سیرۃ المصطفی ص /۳۸ ج /۳، سیرت احمد مجتبیٰ ص /۵۸ ج /۳، مروج الذھب، معاون الجواہر ص /۲۹ ج /۲،

۱۰........ سیرت المصطفیٰ، ج ۳ / ص ۲۹،